بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادارہ القادسیہ برائے نشرواشاعت

پیش کرتا ہے

السحاب کی ویڈیو ریلیز کا اردو ترجمہ

امام کے ساتھ گزرے ایام (2)

از شیخ المجاہد / ایمن الظواہری (حفظہ اللہ)

ریلیز کردہ: ادارہ السحاب برائے نشر و اشاعت

رجب 1433ھ - 06 / 2012ء

بسم الله، والحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله وآله وصحبه ومن والاه.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ درود و سلام ہو رسول اللہ پر، آپ کے صحابہ پر اور آپ کے ساتھ دوستی نبھانے والوں پر۔

پوری دنیا میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد:

یہ میری امام المجاہد، مجدد اور بہادر شیخ اسامہ بن لادن – اللہ ان پر بہت وسیع رحمت کرے اور ہمیں بھلائی کے ساتھ ان سے جاملائے – کے ساتھ یادوں کا دوسرا حصہ ہے۔ جیسا کہ میں آپ کو پچھلی بار بتا چکا ہوں کہ میں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ یہ طے کیا ہے کہ امت اسلامیہ کا دفاع کرنے والے اس بہادر، دلیر اور شریف آدمی کے ساتھ جو میری یادیں ہیں، انہیں میں ترتیب کے بغیر جیسے جیسے اللہ تعالی توفیق دے گا، بیان کرتا چلا جاؤں گا۔

شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے قریب رہنے والے، ان کی شخصیت کے جو سنہرے پہلو جانتے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تنظیموں اور گروپوں کے لیے سب سے کم تعصب رکھنے والے لوگوں میں سے ایک

تھے۔ مطلب یہ کہ میں نے ان میں تنظیمی تعصب نا ہونے کے برابر دیکھا ہے - کمال تو صرف اللہ وحدہ سبحانہ وتعالی کے لیے ہیں - - لیکن شیخ اسامہ بن لادن اس معاملے میں قابل تقلید نمونہ ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب جلال آباد کو آزاد کرانے کے لیے بھائی اس پر حملے کر رہے تھے تو اس وقت میں بھائیوں کی قیادت میں شیخ سے ملنے ان کے مورچہ پر گیا۔ جب میں وہاں پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ شیخ کے مورچے میں تمام تنظیموں کے بھائی موجود ہیں۔ اخوان سے اسلامی جماعت اور جہاد تک، عرب سے عجم تک اور جزیرۂ عرب سے عراق تک۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ دیکھ کر شیخ اسامہ بن لادن پر رشک آیا اور میں نے کہا: اسامہ بن لادن پر ماشاء اللہ ہو کہ انہوں نے لوگوں کو ایک ہی پروجیکٹ پر کام کرنے کے لیے جمع کر لیا اور انہیں اس بھلائی کے کام میں استعمال کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اسی طرح شیخ اسامہ بن لادن کے اوصاف میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے مفادات کو پانے کی خاطر ہر صاحب رائے شخص اور جو کوئی بھی ان سے رائے لینا چاہتا اس سے مشورہ کرتے، خواہ اس کا تعلق کسی بھی تنظیم سے ہو، اور خواہ اس کی وابستگی کسی کے بھی ساتھ ہو۔

مزید برآں شیخ اسامہ دیگر تنظیموں کے بھائیوں کو بھی اپنے کاموں پر مامور کرتے اور انہیں ذمہ داریاں سونپتے تھے۔ ہر وہ بھائی جس میں قابلیت ہوتی اس سے شیخ رحمہ اللہ استفادہ کرنے کی کوشش کرتے اور اسے مشترکہ کام پر لگاتے تھے۔

شیخ رحمہ اللہ کا مسلمانوں کی فکر گیری- تنظیموں کے ساتھ وابستگی کی پرواہ کیے بغیر- کرنے کی مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ: آپ کا شیخ عمر عبد الرحمن - اللہ ان کو رہائی دے- کے معاملے پر فکر مند ہونا۔ میں خود شیخ رحمہ اللہ کا ان کے لیے کس قدر فکر مند ہونے پر گواہ ہوں۔ سب سے پہلے ان کے معاملے کو ترویج دینے کے لحاظ سے آپ نے مختلف ملاقاتوں میں ایک سے زائد مرتبہ ان کے حوالے سے گفتگو کی۔ بلکہ آپ نے تو ان کی خاطر ایک خصوصی کانفرنس منعقد کرائی، جس میں کئی بھائیوں نے تقاریر کیں۔ یہ تو ایک مشہور و معروف معاملہ ہے۔

اسی طرح شیخ رحمہ اللہ ہر اس شخص کی پر زور مدد کرتے جو شیخ عمر عبد الرحمن کو رہائی دلوانے کے لیے سنجیدگی کے ساتھ کوشاں ہوتا۔ اس کام میں حصہ لینے والے میرے کئی بھائی میری اس بات کو سن رہے ہونگے اور وہ اس معاملے کو جانتے ہیں اور اس پر گواہ بھی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ میرے پاس بعض بھائی آئے جو شیخ عمر عبد الرحمن اللہ۔۔ان کو رہائی دے۔۔کو چھڑانے کی کوشش کے لیے ایک سنجیدہ کام میں حصہ لے رہے تھے اور شیخ ان کی مدد بھی کر رہے تھے؛ انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں شیخ سے بات کروں۔ یعنی میں انہیں اس معاملے پر خصوصی توجہ دینے کے لیے آمادہ کروں اور ترغیب دلاؤں۔ تو میں شیخ سے ملاقات کرنے کے لیے جلال آباد کے قریب واقع ایک پہاڑ کے پاس گیا جہاں وادی میں دو پہاڑی چٹانوں کے درمیان ایک بہت خوبصورت گھاٹی تھی، اور اس میں نرم ریت تھی جس میں بہت خوبصورت قطار میں حسین "سنبل بری" اگی ہوئی تھی۔ شیخ اس جگہ پر رہ رہے تھے۔ یہ وہی جگہ ہے، جہاں شیخ نے اپنا وہ بیان دیا تھا جس میں انہوں نے اپنی یہ مشہور قسم اٹھائی تھی کہ: "امریکہ امن کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک ہم فلسطین اور دیگر مسلم ممالک میں امن سے جِی نہ لیں"۔ میں اس جگہ پر شیخ کے پاس گیا اور ان کے ساتھ وہاں بیٹھا۔ میں نے ان سے اور شیخ ابو حفص۔۔اللہ کی رحمت ہو ان دونوں پر اور مسلمانوں کے تمام شہداء پر۔۔اس معاملے کے متعلق بات کی، تو شیخ نے مجھ سے کہا: میں تو بڑھ چڑھ کر کر رہا ہوں، (اب) بھائی مجھ سے کیا کرانا چاہتے ہیں، ان بھائیوں سے پوچھیں کہ کبھی میں نے ان سے کسی چیز میں کوئی دیر کی ہو؟ تو میں بھائیوں کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ شیخ تو یوں یوں کہہ رہے تھے۔ بھائیوں نے کہا کہ: شیخ صحیح کہہ رہے ہیں، انہوں نے ہم سے کبھی کسی چیز میں تاخیر نہیں کی ہے ، لیکن ہمارا مقصد دوسروں کو اس معاملے پر ترغیب دلانا تھا۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہم نے اللہ سبحانہ وتعالی کے فضل سے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے، مسلمان قیدیوں کو آزاد کرانے اور شیخ عمر عبد الرحمن کو آزادی دلوانے کے لیے؛ اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں امریکی یہودی "وارن وانسٹائن" کو قید کرنے کی توفیق دی۔ ہم نے اس کی رہائی کے لیے جو شرطیں رکھی ہیں، ان میں سے بعض یہ ہے کہ شیخ عمر عبد الرحمن کو رہا کیا جائے اور انہیں باعزت ومکرم طریقے سے اپنے اہلخانہ کے پاس جانے دیا جائے۔ اسی

طرح ''عافیہ صدیقی'' کو رہا کیا جائے، شیخ ابو حمزہ مہاجر کی بیوی ''حسناء'' کو رہا کیا جائے، شیخ (اسامہ) کے اہل خاندان کو رہا کیا جائے ـ اللہ ان سب کو رہائی دے ـ، اور ہر اس شخص کو رہا کیا جائے جسے القاعدہ وطالبان کے الزام یا ان سے تعلقات رکھنے کے شبہ میں گرفتار گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی شرطیں ہیں جو آپ کو بیان میں مل جائے گی۔ ہم اللہ تعالی سے توفیق، ثابت قدمی اور راست بازی کا سوال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ وہ شیخ عمر عبد الرحمن اور تمام مسلمان کے قیدیوں کو اس تکلیف سے جلد از جلد رہائی نصیب کرے۔

میں یہاں شیخ رحمہ اللہ کی شخصیت کے پہلوؤں میں سے ایک اور زاویے کی طرف منتقل ہونا چاہتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ شیخ کا رہن سہن اور زندگی میں زہد اختیار کرنا۔ شیخ اسامہ بن لادن کا زہد تو ایک معروف چیز ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ اس دولتمند، مالدار ارب پتی نے اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ یہ بات تو مشہور ہے، مگر ہم نے اس بات کو ان کے ساتھ رہتے ہوئے عملی زندگی میں محسوس کیا ہے۔

شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے گھر میں اگر آپ داخل ہوتے تو آپ حیران ہو کر رہ جاتے۔ یعنی انتہائی سادہ گھر ، جس میں چند لکڑی کی چارپائیاں، چند پلاسٹک کی چٹائیاں، اور انتہائی ہلکا فرنیچر تھا۔ جب شیخ ہمیں اپنے گھر کھانے کی دعوت پر بلاتے تو جو کچھ گھر میں موجود ہوتا وہ ہمارے سامنے پیش کر دیتے۔ روٹی، سبزی اور چاول۔ بعض اوقات تو چاول کے بغیر ہی جو کچھ میسر ہوتا اسے شیخ رحمہ اللہ ہمارے سامنے پیش کر دیتے۔

شیخ اس بات کے بہت حریص تھے کہ ان کے بھائیوں کی بھی تربیت ایسی ہی سادگی، زاہدانہ اور دنیا سے بے رغبت ہونے پر ہو۔ یہاں تک کہ جب ہم ''عرب بستی'' میں تھے ـ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس مبارک بستی اور تمام مقبوضہ مسلم ممالک کو آزادی دلوا کر واپس لوٹائے۔ ان شاء اللہ ـ شیخ ایک طویل مدت تک بھائیوں کو ترغیب دلاتے رہے کہ وہ اپنے گھروں میں بجلی کا استعمال نہ کریں۔ یہ بستی دو حصوں پر مشتمل تھی۔ ایک بیرونی حصہ تھا جس میں نوجوان، مہمان خانے، انتظامیہ اور دفاتر تھے۔ دوسرا حصہ اندرونی تھا جس میں فیملیاں رہتی تھیں۔ بستی کے عمومی حصے میں کام اور پیداواری کرنے کے لیے بجلی موجود تھی جبکہ بستی کے اندرونی حصے کے متعلق شیخ اس بات کے خواہشمند تھے کہ بھائی اپنے گھروں میں بجلی کو داخل نہ کریں اور اپنے آپ کو بجلی کے بغیر رہنے کا عادی بنائیں۔ شیخ اس معاملے پر سختی بھی کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ

میں نے شیخ سے اس معاملے پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: "عیش و عشرت جہاد کی دشمن ہے۔ اگر بھائی سادگی پر تربیت پا لیتے ہیں تو وہ مشقتیں اٹھانے کے قابل ہو جائیں گے۔ پھر میں نے ان سے کہا: بجلی سے کوئی بھائی دنیوی اسباب میں سے کون سی عیش و عشرت حاصل کر لے گا۔ یعنی اگر وہ آسودہ زندگی گزارنا چاہتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ بازار سے الیکٹرک مکسر خرید لے گا۔ شیخ نے جواب دیا: نہیں! یہ عیش و عشرت آہستہ آہستہ نفس میں سرایت کرتی چلی جاتی ہے۔ اگر آپ نے اپنے نفس کو سادگی اور زہد کا عادی بنا لیا تو پھر آپ کے ساتھ جیسے مرضی حالات پیش آئے، وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ شیخ اس معاملے میں کافی گہری تربیتی سوچ کے حامل تھے۔

اسی طرح شیخ رحمہ اللہ زہد اور سادگی کے باوجود خرچ کرنے کے معاملے میں بھی تربیتی سوچ رکھتے تھے۔... میں ایک بات بتانا بھول گیا کہ شیخ زہد کے باوجود سخی اور کریم تھے اور مہمانوں کی خاطر مدارات کرنے اور ان پر سخاوت کرنے میں مشہور تھے، وہ ان کے لیے جانوروں کو ذبح کرتے اور ان کے سامنے اچھا کھانا پیش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قندھار کے عرصے کے دوران شیخ نے مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے ... شیخ سے ماشاء اللہ وفود در وفود ملنے آتے یہاں تک کہ ایک یا دو دن نہیں گزرتے کہ وہاں ایک وفد موجود ہوتا، جو دس، بیس، تیس جیسی تعداد میں افراد پر مشتمل ہوتا تھا۔ سو شیخ رحمہ اللہ نے مہمانوں کی بڑھتی ہوئی کثرت کی وجہ سے بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ خرید لیا تھا تاکہ جانور ہر وقت موجود اور تیار ہو، اور بھائی مہمانوں کے لیے کھانا اور ذبح کیا ہوا جانور تیار کرنے میں تاخیر نہ کریں۔

اس کے بعد جب شیخ بستی سے منتقل ہو گئے اور مہمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو انہوں نے ان کے لیے قندھار میں ایک خاص مہمان خانہ بنایا جو "دار السلام" کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ قندھار کو عنقریب آزادی دلوا کر واپس لوٹائے۔ ان شاء اللہ

شیخ اپنی سخاوت کے ساتھ... میں ایک لطیفہ سنانا بھول گیا کہ، بستی کے عمومی حصے میں جو نوجوان بھائی رہ رہے تھے وہ بستی کے عمومی کچن سے کھانا کھاتے تھے۔ یہ کچن انہیں دال اور روٹی پیش کرتا تھا۔ آپ ان

چیزوں کے بارے میں کیا جانے؟ پس جب مہمان آتے تو بھائی خوش ہو جاتے اور کہتے: الحمد للہ! آج دوپہر یا رات کا کھانا اچھا ہو گا، ان شاء اللہ اس میں گوشت ہو گا، اس میں لذیذ کھانا ہو گا۔

شیخ اپنی سادگی اور زہد کے باوجود جب جہادی مہمات کے لیے سفر پر جاتے–میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کبھی جہاد کے علاوہ کسی چیز کے لیے سفر کیا ہو۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان سے اس چیز کو قبول فرمالے–تو بعض اوقات اپنے پہرے دار بھائیوں پر فراخی کرتے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ان کے ساتھ سفر کیا اور میں نے غیر معمولی فراخی کو دیکھا، تو میں نے شیخ سے کہا: اے شیخ! کیا یہ کسی حد تک زائد خرچ کرنے میں نہیں آتا؟ تو شیخ نے جواب دیا: ان بھائیوں کو چھوڑ دو، یہ بھائی میرے ساتھ سخت تکلیفیں جھیلتے ہیں، ان بھائیوں کی کوئی خاص زندگی نہیں ہے، ان بھائیوں میں سے شاید کسی ایک کو اتنا وقت بھی نہیں ملتا ہے کہ وہ اپنے ذاتی معاملات پر کچھ دھیان دیں سکیں۔ وہ ہر وقت استنفار (الرٹ) کی حالت میں رہتے ہیں؛ شیخ نکلے، شیخ داخل ہوئے، شیخ سفر پر گئے، شیخ آئے، اور وہ سب پہرے دار شیخ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ شیخ نے کہا: انہیں چھوڑ دو، یہ چیز تو اس سے بہت کم ہے جو ہم ان پر اس میں فراخی کر سکتے ہیں۔ یہ شیخ رحمہ اللہ کی تربیتی سوچ میں سے ایک تھی۔

شیخ اور ان کے پہرے داروں کے درمیان جو تعلق تھا وہ بہت عجیب تھا۔ یہ تعلق اللہ کی راہ میں اور اللہ کی رضا کے لیے تھا۔ پہرے دار بھائی یہ تمام جدوجہد صرف اللہ سبحانہ وتعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرتے تھے۔ کیونکہ ان کی محنتوں کا صلہ کوئی نہیں دے سکتا۔ اس وجہ سے کہ وہ شیخ کا دفاع اپنے نفسوں اور جانوں کے ساتھ کر رہے تھے۔ نفس کے بعد پیچھے کیا رہ جاتا ہے؟ نفس کے ساتھ فیاضی کرنا، یہ فیاضی کی سب سے اعلی قسم ہے۔ وہ شیخ اسامہ بن لادن کی پہرے داری کر کے اللہ سبحانہ وتعالی سے ثواب کی امید رکھتے تھے۔

میں شیخ اسامہ بن لادن کے دفاع کے لیے ان پہرے داروں کے کرداروں میں سے ایک معزز کردار کو ذکر کرتا ہو کہ جب افغانستان پر صلیبی جنگ شروع ہوئی اور شیخ جہادی مورچوں کا دورہ کر رہے تھے تو میں بھی شیخ کے ساتھ تھا۔ پس ہمیں چلتے چلتے راستہ جلال آباد لے گیا۔ ہم جلال آباد میں ٹھہرے اور جلال آباد شہر کے

ایک گھر میں رہے۔اس عرصے کے دوران افغانستان پر شدید بمباری شروع ہو گئی۔رات کے وقت جلال آباد پر بھی شدید بمباری ہوئی اور ہمارے اردگرد بمباری گر رہی تھی۔ ہمیں یہ شک ہو گیا کہ یہ بمباری ہو رہی ہے اور عنقریب ہم اس بمباری کا نشانہ بن جائیں گے۔اس لیے فوراً تیزی کے ساتھ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم منتشر ہو جاتے ہیں۔وہ گھر جس میں ہم تھے،اس کے سامنے ایک باغیچہ تھا اور اس کے پیچھے کمرے تھے۔میرے ذہن نے میری یہ راہنمائی کی کہ میں ان کمروں میں سے کسی ایک میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ پورے گھر کے منہدم ہو جانے سے ایک کمرے کا منہدم ہو جانا بہتر ہے۔جبکہ شیخ کو ان کے پہرے دار گھر کے اگلے حصے میں واقع باغ میں لیں گئے،جہاں انہیں ایسی کوئی چیز نہیں ملی جس سے وہ شیخ کی حفاظت کر سکے۔اس لیے وہ شیخ کو فوراً دیوار کے کنارے کے پاس لے گئے اور اپنے جسموں سے شیخ کے اوپر انسانی دیوار بنائی تاکہ وہ شیخ رحمہ اللہ کو گولوں کے ٹکڑوں سے بچا سکے۔بمباری انہیں تو نقصان پہنچادے مگر شیخ کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔یہ شیخ اور ان کے پہرے داروں کا ان سے چمٹے رہنے اور شیخ کا بھائیوں سے چمٹے رہنے کی یادیں ہیں۔

اسی طرح شیخ کے خرچ کرنے کے معاملے میں سنہرے پہلوؤں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رحمہ اللہ جہاد فی سبیل اللہ میں دل کھول کر خرچ کرتے تھے۔ شیخ نے اپنا تمام مال جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کر دیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان شاء اللہ جو ان کا مقام بلند کیا ہے،اس کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے۔

مجھے یاد آتا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے بھائی شیخ ابو حفص رحمہ اللہ کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا تو میں نے ان سے سوال کیا:اے ابو حفص! آپ کی نظر میں وہ سبب کیا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے شیخ کو نوازا ہے اور لوگوں کے درمیان ان کی مقبولیت کو رکھ دیا ہے، شیخ کے لیے لوگوں کی یہ محبت اور مسلم عوام میں ان کو یہ پذیرائی اور اچھی شہرت ملی ہے۔اے ابو حفص! آپ کی نظر میں یہ کس عمل کا نتیجہ ہے؟ابو حفص نے جواب دیا: میرے خیال سے یہ شیخ کو اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں دینے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔تو میں نے کہا! اللہ کی قسم! یہ بالکل درست ہے۔

شیخ جہادی کام پر خرچ کرنے میں سخی تھے اور اللہ سبحانہ وتعالی پر بھروسہ کرنے والے تھے۔ شیخ خرچ

کر کے اللہ کی طرف سے رزق آنے کا انتظار کرتے تھے۔ شیخ کو اللہ کے پاس سے رزق آ بھی جاتا تھا۔لوگ شیخ کے بارے میں یہ تصور کیا کرتے تھے کہ یہ ارب پتی میں پلے بڑے ہوئے ہیں، ارب پتی کی زندگی گزار رہے ہیں اور ارب پتی ہی رہیں گے۔ شیخ اسامہ نے سوڈان سے نکلنے کے بعد اپنا بہت سامال گنوا دیا۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ سوڈانی حکومت کو ہدایت دے جس نے شیخ کا ان کے ساتھ بھلائی کرنے اور ان کے ساتھ سخت ترین حالات میں کھڑے ہونے کو جھٹلاتے ہوئے شیخ کو وہاں سے نکال دیا۔ . . . لیکن اللہ سبحانہ وتعالی نے شیخ پر احسان کرتے ہوئے انہیں افغانستان اور افغانستان میں مجاہدین اور طالبان سے نوازا۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان (سوڈانیوں) کو ہدایت دے۔ سوڈان کے اس واقعے کو ہم ان شاء اللہ اگلی کسی مرتبہ ذکر کریں گے۔ بہر حال شیخ جب سوڈان سے نکلے تو وہ اس قدر دولتمند نہیں تھے جس طرح لوگ اسامہ بن لادن کے بارے میں تصور کرنے کے عادی ہیں۔ لیکن لوگوں کے نزدیک اسامہ بن لادن مالدار تھے اور اب تک وہ مالدار ہیں۔ لیکن شیخ کا میزانیہ کم ہوتا چلا جارہا تھا، مگر اس کے باوجود وہ جہاد پر سخاوت کے ساتھ خرچ کرتے تھے۔ اس کی ایک واضح مثال شیخ کا نیویارک، واشنگٹن اور پنسلوانیا کے حملوں پر خرچ کرنا ہے۔

میں یہاں نائن الیون کے معاملے کے حوالے سے ایک نکتہ ذکر کرنا چاہتا ہوں، جو امریکی میڈیا اور اس سے تعاون کرنے والے عربی اور مغربی میڈیا کے خبثِ باطن پر دلالت کرتا ہے۔ وہ یہ کہ جب بھی یہ لوگ نائن الیون کا ذکر کرتے ہیں تو صرف نیویارک کے دو ٹاورز کو یاد کرتے ہیں، نہ کبھی پینٹاگون کا ذکر کریں گے اور نہ ہی چوتھے طیارے کا — جس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا — کہ گر گیا تھا یا گرا دیا گیا تھا پنسلوانیا میں اور جو وائٹ ہاؤس یا کانگریس کو نشانہ بنانے کے لیے جارہا تھا۔ یہ لوگ صرف ٹاورز کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی یہ ذکر نہیں کرتے کہ امریکہ کی فوجی قیادت کو، دنیا کی عالمی فوجی قیادت کو، انسانی تاریخ میں عسکری طور پر سب سے زیادہ طاقت رکھنے والی مضبوط قیادت کو نشانہ بنایا گیا: پینٹاگون کو بھائیوں نے اسی کے مالکان کے سروں پر گرا دیا۔ یہ بات وہ ذکر نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ جب نائن الیون کی برسی کا موقع آتا ہے تو صدر ان دو ٹاوروں کی جگہ پر اس لیے جاتا ہے تا کہ جعلی غم کا اظہار کر سکے، تاکہ وہ مجاہدین کو سفاک خونریز، وحشی اور خون کا پیاسا کہہ سکے اور اس طرح کی تمام سی ڈی آپ کو سنا سکے۔ گویا کہ امریکی تو اپنی تاریخ میں بیگناہ ہیں اور

انہوں نے کبھی کسی جرم کا ارتکاب ہی نہیں کیا ہے۔ ایٹم بموں سے جاپان کو تباہ کرنے والے امریکیوں نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی جرم کیا ہی نہیں ہے، پوری ریڈ انڈین قوم کو ملیامیٹ کرنے والے یہ امریکی تو بیگناہ ہیں، انہوں نے کبھی کسی پر ظلم ہی نہیں کیا ہے۔ سبحان اللہ العظیم (پاک ہے اللہ عظمت والا)!

پس شیخ نائن الیون حملوں کی کارروائی پر کھلے دل سے خرچ کرتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں بتایا کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ان کے پاس صرف اگلے ماہ کے لیے فیملیوں کے خرچہ کے پیسے باقی رہ گئے تھے، اس دوران شیخ کے پاس استشہادی شیروں اللہ –ان سب پر رحم فرمائے– کو تیار کرنے اور ٹریننگ دینے کے ذمہ داران بھائیوں میں سے ایک آیا اور اس نے شیخ سے کہا: مجھے آپ سے فی الفور پیسوں میں سے کچھ رقم کی ضرورت ہے تاکہ ہم ٹریننگ اور تیاری کے اپنے پروگرام کو مکمل کرسکے۔ شیخ نے اسے جواب دیا: میرے پاس بھائیوں کے اگلے مہینے کے خرچے کے پیسوں کے سوا کچھ نہیں ہے، آپ یہ لے جائیے، اللہ ہمیں ان شاء اللہ رزق دے گا۔ پھر اللہ نے شیخ کو رزق دیدیا۔

مجھے ایک بھائی نے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ سنایا، کہ شیخ رحمہ اللہ کے پاس نیروبی اور دارالسلام میں امریکی سفارتخانوں کو نشانے بنانے کے ذمہ داران بھائیوں میں سے ایک آیا اور اس نے شیخ سے کہا: مجھے آپ سے فی الفور پچاس ہزار ڈالرز چاہیے۔ شیخ کے پاس اس وقت صرف پچپن ہزار ڈالرز تھے۔ شیخ نے اسے پچاس ہزار ڈالرز دیدیئے۔ شیخ نے بتایا: میں اپنی پوری زندگی میں اپنے پاس مال میں سے کچھ باقی رہنے پر اتنا خوش نہیں ہوا جتنا ان پانچ ہزار ڈالرز کے میرے پاس رہنے پر خوش ہوا تھا۔ شیخ اس لیے خوش ہوئے کیونکہ انہوں اپنے مال کا بیشتر حصہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے دیدیا تھا۔

شیخ کا جہاد فی سبیل اللہ پر خرچ کرنے کا معاملہ بیان کرنے سے زیادہ مشہور ہے۔ ہم یہاں تو بس صرف چند جھلکیوں کو بیان کررہے ہیں۔

شیخ کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے پہلوؤں میں سے یاد رکھے جانے والا ایک پہلو یہ بھی ہے:

لوگ شیخ اسامہ بن لادن کے بارے میں یہ جانتے ہیں کہ وہ دریادل، فیاض اور سخی ہیں، لیکن شیخ اسامہ

جہادی اموال کے ساتھ انتہائی بخیل تھے۔ یہ ایک ایسا پہلو ہے جس کی جانب لوگ توجہ نہیں دیتے ہیں۔ مطلب یہ کہ شیخ نے اللہ کی رضا حاصل کرنے اور جہاد کی امداد کرنے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے مالوں کے ساتھ انتہائی بخیلی کرنے والے تھے۔

– کتنا ٹائم باقی رہ گیا ہے؟ (شیخ مذاق کرتے ہوئے) پروڈیوسر ہمارے ساتھ تھوڑا دشوار ہے۔

شیخ جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کسی اور پر خرچ کرنے میں انتہائی بخیل تھے۔ مجھے اس حوالے سے ایک دلچسپ قصہ یاد آتا ہے، کہ جب ہم روس کیخلاف افغانی جہاد کے وقت پیشاور میں تھے۔ ہمارے بھائیوں اور دوستوں میں سے ایک بھائی – جسے ہم اہل خیر میں سے شمار کرتے تھے – آیا اور اس نے پیشاور کا دورہ کیا۔ اس بھائی کے میرے اور شیخ ابو عبیدہ البنشیری – اللہ اس پر رحم کرے – کے ساتھ تعلقات تھے۔ یہ بھائی ان بھائیوں میں سے تھا جو تعلیم و تربیت والے امور کا خصوصی سے اہتمام کرتے تھے۔ اس بھائی کا ایک ایسا مدرسہ بنانے کا پروجیکٹ تھا، جو صحیح اور پاکیزہ عقیدے اور صحیح منہج پر ہو، اس کا تعلیمی نظام بھی اچھا ہو اور اس سے فارغ التحصیل ہونے والے لوگ اللہ کی راہ میں جہاد اور نیکی کے کام کرنے والے ہو۔ وہ اس پروجیکٹ کا بہت اچھی طرح قائل تھا، یعنی وہ اس سوچ میں مکمل طور پر منہمک ہو چکا تھا۔ وہ میرے پاس آیا، اس نے مجھ سے بات کی اور شیخ ابو عبیدہ سے بات کی۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے شیخ اسامہ بن لادن تک لازمی پہنچا دیں تا کہ وہ میری تائید کریں اور اس پروجیکٹ میں میری مدد کریں۔ تو میں نے اسے جواب دیا کہ: حقیقت یہ ہے کہ میں نے شیخ اسامہ بن لادن کے ساتھ پہلے اس طرح کا کوئی معاملہ نہیں کیا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں کسی شخص کو شیخ کے پاس لیکر گیا ہوں اور شیخ کو کہا ہو کہ اسے دے دیجیے یا اس کی امداد کیجیے۔ یہ کام میں نے کبھی نہیں کیا اور نہ ہی یہ میری عادت میں سے ہے۔ اس نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ تم مجھے تنہا بھی نہیں چھوڑ رہے ہو؟ وہ ہم پر دباؤ ڈالتا رہا اور یہ کہتا کہ: تم مجھے چھوڑ دو، میں خود ہی شیخ سے بات کروں گا۔ تم مجھے شیخ سے بات کرنے سے کیوں منع کر رہے ہوں؟ میں نے اسے کہا: ان شاء اللہ ہم تمہاری ملاقات کا بندوبست کریں گے۔ پھر ہم نے اس کی شیخ اسامہ بن لادن سے ملاقات کا بندوبست کیا۔ یہ معزز بھائی شیخ اسامہ بن لادن کے ساتھ بیٹھا اور انہیں اپنے پروجیکٹ اور اس کے منصوبے کی تفصیلات بتانا شروع کر دی۔ شیخ ماشاء اللہ اس کی بات سنتے

رہے، شیخ کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ نرم مزاج، خوش اخلاق اور بات کو دھیان سے سنتے ہیں۔ وہ سنتے وقت کسی کی بات کو کاٹتے نہیں تھے۔ جب بھائی نے اپنے پروجیکٹ کو ان کے سامنے مکمل طور پر پیش کر لیا اور شیخ سے یہ کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پروجیکٹ میں میری مدد کریں۔ تو شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے اسے جواب دیا: میں اس پروجیکٹ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔[شیخ مسکراتے ہوئے] یہ سن کر وہ بھائی اپنے کئے پر شدید نادم ہوا اور اس نے شیخ سے کہا: آپ میری مدد کیوں نہیں کریں گے، یہ ایک نیک عمل ہے، یہ عمل مسلمانوں اور مجاہدین کے مفاد میں ہے۔ شیخ نے اس سے کہا: اے بھائی! جہاد کے لیے کوئی رونے والا نہیں، لوگ تو خیر کے مختلف اقسام اور بھلائی کی مختلف جگہوں پر، یتیموں، مدارس اور کھانا کھلانے پر خرچ کر رہے ہیں۔ یہ تمام چیزیں جہاد کے بغیر ضائع ہو جاتی ہیں۔ اگر جہاد کامیاب ہو جائے تو امت کے لیے یہ تمام مفادات محفوظ ہو جاتے ہیں۔ لوگ اللہ کے راستے جہاد میں خرچ کرنے سے ڈرتے ہیں اور اِدھر، اُدھر خرچ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ایسے بہت کم لوگ ہیں جو یہ جرأت کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ جہاد کے لیے کوئی رونے والا نہیں۔ یہ سب کچھ ہونے کے بعد میں جہاد کے پیسے لیکر تمہیں کس طرح دے سکتا ہوں؟ میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر بھائی کو دھچکا لگا اور اس پر مدرسے کی سوچ پوری طرح حاوی تھی، وہ شیخ سے بحث و مباحثہ کرتا رہا اور ان سے بات چیت کرتا رہا کہ یہ اس طرح، اس طرح، جہاد کے مفاد اور مسلمانوں کے حق میں ہے۔ شیخ اس کی بات سنتے رہے، مجھے اس کی رائے پر یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں شیخ یہ تصور نہ کر لیں کہ میں اور شیخ ابو عبیدہ اس کی رائے سے متفق ہیں۔ میں نے کہا کہ میں انصاف کے ساتھ ایک بات کرتا ہوں۔ پھر میں نے اس بھائی سے کہا کہ: اے بھائی! شیخ حق پر ہے، اللہ کے راستے میں جہاد، جو اللہ کے راستے میں قتال کرنے کے معنی میں ہے، وہ ہر لحاظ سے سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اس پر خرچ کیا جائے۔ پس جب جہاد کو کفایت کر جائے تو اس کے بعد خیر کے دوسرے کاموں پر خرچ کیا جائے۔ سو بھائی اپنے کئے پر نادم ہوا اور اس نے کہا: ٹھیک ہے، آپ میری مدد کرنا نہیں چاہتے تو مجھے ان لوگوں کے پاس تزکیہ دیدیں جو میری مدد کر سکتے ہیں۔ شیخ نے اسے جواب دیا: نہیں، یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا: سبحان اللہ! کیوں؟ شیخ نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں لوگوں کو تو اس طرف بلاتا ہوں کہ وہ تمام اچھے کاموں پر خرچ کرنے کو ترک کر کے صرف جہاد پر اس وقت تک خرچ کرتے رہے جب تک جہاد کو کافی نہ ہو جائے۔ تو پھر

میں کس طرح ان لوگوں کے پاس تمہیں تزکیہ دے سکتا ہوں؟ یہ میرے قول اور فعل میں تناقض ہو گا۔ یہ میں کیسے کر سکتا ہوں؟ پس بھائی پھر شرمندہ ہوا اور اس نے شیخ سے کہا: ٹھیک ہے، آپ کم از کم مجھے ان لوگوں کے پاس تزکیہ دیدیں جو مجھے اہل خیر کے پاس تزکیہ دے سکتے ہیں۔ شیخ نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں، میں ان شاء اللہ تمہیں تزکیہ دیدوں گا۔ اس کے بعد یہ بھائی شیخ کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا مگر وہ شیخ سے اپنے اس پروجیکٹ کے لیے کوئی امداد حاصل نہیں کر سکا۔

اسی طرح شیخ کا اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرنے کے معاملے میں سے یہ بھی ہے کہ شیخ مال کے مسائل میں اس دنیا اور اس دنیا کی حقیر اشیاء سے بہت بلند و بالا تھے۔ شیخ سے جس کسی نے حق (یعنی قرض وغیرہ) لیا تو۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے۔ آپ انہیں معاف کر دیا کرتے تھے۔

مجھے اس حوالے سے ایک واقعہ یاد آتا ہے جس کے متعدد اجزاء کا میں خود عینی شاہد ہوں۔ ایک بھائی، جس نے روس کیخلاف جہاد میں حصہ لیا، اس کے بعد طالبان کے دور میں افغانستان کی طرف ہجرت کی اور وہ افغانستان پر صلیبی حملے کے دوران شہید ہو گیا ۔ اللہ کی رحمت ہو اس پر ۔ یہ بھائی شیخ کے سوڈان جانے اور وہاں سرمایہ کاری کے مختلف منصوبوں کے آغاز کے وقت، شیخ کے پاس آیا اور اس بھائی نے بعض مسلمانوں سے کچھ مال جمع کر رکھا تھا تا کہ وہ اس سے سرمایہ کاری کرے اور اس کا فائدہ مسلمانوں کو پہنچائے اور خود بھی حلال کے ساتھ فائدہ اٹھائے۔ یہ بھائی شیخ کے پاس گیا۔ اس بھائی کے شیخ کے ساتھ کافی گہرے تعلقات تھے اور یہ ایک دوسرے پر اعتماد کرنے والے تھے۔ شیخ سے اس بھائی نے کہا: اے شیخ اسامہ! میں نے کچھ مال جمع کیا ہے اور میں سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہوں، حلال طریقے سے خود بھی فائدہ اٹھاؤں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاؤں۔ شیخ نے اس سے کہا: کوئی بات نہیں، بہتر ہی ہو گا ان شاء اللہ۔ بھائی نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ اس میں میری مدد کریں، میرے پاس اتنے ہیں اور آپ اتنے سے میری مدد کریں۔ شیخ نے کہا: کوئی بات نہیں۔ میں آپ کی مدد کروں گا ان شاء اللہ، لیکن ایک شرط کے ساتھ۔ اس نے کہا: وہ شرط کیا ہے؟ شیخ نے کہا: جو چیزیں میں تمہیں دوں گا، ان کے بارے میں میرے سے مشورہ کیے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرنا۔ اس نے کہا: آپ کی یہ شرط میرے ذمے ہیں۔ پھر شیخ نے اسے اپنے چینی کے گوداموں میں سے بڑی مقدار میں چینی لینے

کے لیے ایک اجازت نامہ لکھ کر دیا۔ شیخ اس وقت کئی اشیاء کی تجارت کرتے تھے جس میں سے ایک چینی بھی تھی۔ شیخ سوڈان کی فیکٹریوں سے بڑی مقدار میں چینی لیکر مقامی اور بیرونی بازار میں تجارت کرتے تھے۔ شیخ نے اسے اجازت نامہ لکھ کر دیا کہ وہ دس ہزار ڈالرز کے عوض گوداموں میں سے بڑی مقدار میں چینی خرچ کر سکتا ہے۔ شیخ نے کہا: یہ تمہارے اوپر قرض ہے، اسے بیچو اور اس سے حلال طریقے سے فائدہ اٹھاؤ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی تمہیں توفیق دیتا ہے، پھر جب تمہارے پاس اس کی قیمت جمع ہو جائے تو اسے مجھے لوٹا دینا، لیکن اس شرط کے ساتھ۔ اس بھائی نے کہا: مجھے منظور ہے، ان شاء اللہ بہتر ہو گا۔ اس بھائی نے چینی کو لے لیا اور اسے بازار میں پیش کرنا شروع کر دیا۔ یہ بھائی ایسا تھا کہ اسے گویا لوگوں کے معاملات کے بارے میں زیادہ تجربہ نہیں تھا۔ پس اس بھائی کے پاس داڑھیوں اور اچھے روپ میں جھوٹے فراڈیوں کا ایک گروپ آیا۔ آپ کیا جانے ان حیلے بازیوں کے بارے میں۔ اس ٹولے کا سرغنہ جھوٹا، فراڈیا، ڈاکو اور غدار جمال فضل تھا جس نے اپنے آپ کو امریکیوں کے حوالے کر دیا، بعد اس کے کہ وہ شیخ کی کمپنیوں میں چیئرمین کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ اس نے ہیرا پھیری کر کے شیخ کے اموال کو لوٹا اور، پھر ہیرا پھیری کے ذریعے سے شیخ کے علاوہ دیگر کا اموال لوٹا۔ پھر جب اس کی یہ ناجائز تجارت دیوالیہ ہو گئی، تو اس نے سوچا کہ شیخ سے متعلق اپنی معلومات کے ذریعے سے امریکیوں سے سرمایہ کاری کرنے کا پروگرام بنایا، پھر اس نے اپنے آپ کو امریکیوں کے حوالے کر دیا۔ امریکیوں نے اسے گواہوں کو تحفظ فراہم کرنے کے پروگرام کے تحت اپنے پاس رکھا اور ابھی تک اسے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ جب بھی کوئی اسلامی معاملہ رونما ہوتا ہے تو امریکی اسے پیش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک معاملے میں اسے گواہ بنا کر لائے تو ملزم کے وکیل نے کہا کہ یہ تو غدار اور رشوت خور ہے، اس کی گواہی کس طرح قبول کی جا سکتی ہے؟ اس نے تو خود اعتراف کر رکھا ہے کہ اسے امریکیوں سے پیسے ملتے تھے، تو اب اس کی گواہی کس طرح قبول کی جائے گی۔! بہر حال یہ عالمی چور اس گروپ کا لیڈر تھا۔ جمال فضل نے روس کے وقت افغانستان کے جہاد میں حصہ لیا تھا اور یہ وہاں شیخ کے ساتھ تھا۔ بھائی اس پر اعتماد کرتے تھے اور اس بھائی نے بھی اس پر اعتماد کیا۔ اس نے بھائی سے کہا: اے فلاں! میں تمہارے پاس ایسے اچھے تاجر لیکر آؤں گا، جو تمہیں اچھی قیمت دیں گے اور وہ قابل اعتماد بھائی بھی ہیں۔ اس بھائی نے ان فراڈیوں پر اعتبار کرتے ہوئے اعتماد کر لیا اور اس کے ساتھ اس بات پر اتفاق کر لیا کہ ہم تجھ سے

چینی لیں گے اور اس کے بدلے ہم تمہیں یہ یہ دیں گے۔ بھائی نے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر بھائی نے چینی ان کے حوالے کر دی اور انہوں نے اس کو چیک دیدیئے۔ بھائی کو جلد ہی پتہ چل گیا کہ یہ چیک تو بینک بیلنس کے بغیر ہے۔ وہ چینی لیکر جا چکے تھے۔ بھائی ان کے جال میں پھنس چکا تھا اور اس نے ان کا پیچھا کرنا شروع کر دیا، جبکہ وہ اس سے بھاگتے رہے اور بہت لمبے واقعات رونما ہوئے۔ یہ بھائی شیخ کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ اس طرح اس طرح ہو گیا ہے۔ شیخ نے کہا: میں نے تم پر ایک شرط لگائی تھی، جسے تم نے توڑ دیا ہے۔ بھائی نے کہا: ہاں! میں نے شرط کو توڑا ہے، میں تسلیم کرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مہلت دیجیے تاکہ میں آپ کا قرض چکا سکوں۔ شیخ نے کہا: محنت کرو۔ پس اس بھائی نے ایک طویل مدت تک محنت کی اور ایک طویل عرصے کے بعد آدھا قرض چکا دیا۔ اب اس پر آدھا قرض باقی رہ گیا تھا۔ اس کے بعد ملک میں اس بھائی کا تعاقب شروع ہو گیا، اس کے حالات بدل گئے اور بالآخر اس کے معاملہ کا اختتام اس پر ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے طالبان کے دور میں افغانستان کی طرف ہجرت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ شیخ اور اس بھائی میں اچھے تعلقات تھے اور ان کا آپس میں اخوت کا رشتہ تھا۔ بہر حال یہ بھائی افغانستان پر ہونے والی صلیبی بمباری میں شہید ہو گیا۔ اس بھائی کی شہادت کے بعد میں نے شیخ سے بات کی اور ان سے کہا کہ: اے شیخ اسامہ! آپ جانتے ہیں کہ شہید کو سب کچھ معاف کر دیا جاتا ہے سوائے قرض کے۔ اس بھائی پر آپ کا قرض تھا، پس آپ اسے معاف کیوں نہیں کر دیتے؟ اللہ سبحانہ وتعالی آپ کو اس کا اجر دے گا۔ شیخ نے کہا: میں نے اسے قرض معاف کر دیا ہے اور معاملہ ختم ہو چکا ہے۔

میں اِسی پر اکتفاء کرتا ہوں اور اگلی ملاقات تک کے لیے آپ سب کو اللہ سبحانہ وتعالی کے سپرد کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ، اللہ کا درود وسلام ہو ہمارے سردار محمد، آپ کے آل پر اور آپ کے ساتھیوں پر۔